© rasailojaraid.com

☆ عالمی اقتصادی بدحالی کی وجہ سے اس آخری دہائی میں شدت پسند اسلامی تحریکوں کی قوت میں حیرت انگیز اضافہ ہوا ہے۔ صرف "اسرائیل" میں دیکھیں تو حماس اور جہاد اسلامی جیسی تنظیمیں ترقی کے نئے مراحل طے کر رہی ہیں۔ زیر زمین کام کرنے والی تحریک "حماس" مسلم آبادی کی اکثریت کی حمایت حاصل کر کے "اسرائیل" کے ساتھ کسی بھی طرح کی پرامن گفت و شنید کو کلی طور پر مسترد کر رہی ہے۔

☆ مصر، اردن، لبنان، شام، الجزائر، تیونس اور سوڈان جیسے عرب ممالک میں بھی ایسی ہی اسلامی تحریکیں کام کر رہی ہیں جو حماس اور جہاد اسلامی کا جزو لاینفک ہیں۔ یہ تحریکیں اس وقت ان عرب ممالک کی حکومتوں کے لیے سنگین خطرہ بنتی جا رہی ہیں۔ اب چند سال سے ان تحریکوں نے یورپ اور امریکہ میں بھی اپنی شاخیں قائم کر لی ہیں۔

☆ ایران اور سوڈان ان تمام شدت پسند تحریکوں کو مسلح تربیت اور تائید فراہم کر رہے ہیں۔ ایسی صورت حال میں ان اسلام کے متوالوں کو اپنا کام کرنے کی اجازت دینا اور اس کے لیے انھیں قانونی جواز فراہم کرنا انھیں ناقابل شکست بنا دے گا۔ اس لیے ان تحریکوں کے تمام تر سیاسی حقوق پر سختی سے پابندی لگا دینی چاہیے۔

☆ تمام اسلامی تحریکیں، وہ معتدل ہوں یا شدت پسند، ان کے ساتھ گفتگو اور مذاکرات کے ذریعے معاملات طے کیے جا رہے ہوں یا اسلحے کے ذریعے، سب کی سب ایسا خطرہ ہیں جسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ضروری ہے۔

☆ اسلامی تحریکوں سے نمٹنے کا مناسب ترین طریقہ یہی ہے کہ انھیں ان کے خون میں نہلا دیا جائے۔ عراق اور شام نے ان تحریکوں کے اجتماعی قتل عام کے ذریعے ایک مثالی پالیسی اپنائی تھی۔

☆ گزشتہ چند دہائیوں سے عالم اسلامی کی بگڑتی ہوئی اقتصادی صورت حال نے اسلامی تحریکوں کی تقویت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ سوشلزم کے زمین بوس ہونے سے ایک نظریاتی خلا بھی وجود میں آگیا اور عرب حکومتوں کی داخلی اور خارجہ پالیسیوں کی ناکامی بھی واضح ہوتی چلی گئی۔ اس صورت حال نے مسلمانوں کو "ریڈیکل" اسلام کی طرف دھکیل دیا اور انھیں یہ امید ہونے لگی کہ اسلام ہی ان کے تمام مسائل کو حل کر سکتا ہے۔

اسرائیلی وزارت دفاع نے اس امر کا بھی خصوصی ذکر کیا ہے کہ اسلامی تحریکوں نے اپنی دعوت قرآنی اصول و مبادی پر استوار کی ہے۔ جن سے خود بخود ایک عظیم اسلامی سلطنت (امت اسلامی) کے قیام کا تصور ابھرتا ہے۔ اور اسی نقطہ آغاز سے آگے بڑھتے ہوئے اسلامی تحریکیں اسرائیل کو شیطان اصغر قرار دیتی ہیں اسے ملیامیٹ کر دینے کا اعلان کرتی ہیں، اور اب اپنی اس مقدس جنگ کا دائرہ امریکہ اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یورپ تک بڑھا رہی ہیں۔

اسرائیلی رپورٹ کے مطابق اسلامی تحریکوں کے بڑھتے ہوئے اثرات صرف مغرب کے لیے ہی نہیں مشرق وسطیٰ اور افریقہ کی متعدد حکومتوں کے لیے بھی خطرہ بن چکے ہیں۔ اسلامی تحریکیں ان حکومتوں کے خلاف پارلیمانی انتخابات میں شریک ہو کر بھی اپنی لڑائی لڑ رہی ہیں اور دہشت گردی کی مختلف کاروائیوں کے ذریعے بھی۔ اپنی انہی کارروائیوں کے نتیجے میں اب یہ تحریکیں اپنے اپنے ممالک کی داخلی و خارجہ پالیسیوں پہ اثرانداز ہو رہی ہیں۔ عرب ممالک کے اسرائیل کو تسلیم کرنے اور امن مذاکرات میں عربوں کے نرم رویے کی راہ میں یہی تحریکیں آڑے آ رہی ہیں۔

پھر مختلف ممالک کا علاحدہ علاحدہ جائزہ لیتے ہوئے رپورٹ کہتی ہے:

☆ مصر: حکومت اور تحریک اسلامی کے حالیہ چشمک کا آغاز اس صدی کے آغاز میں ہوا تھا جب حسن البنا نے اخوان المسلمون کی بنیاد رکھی۔ اس وقت سے لے کر آج تک حکومت اور اخوان میں آمنے سامنے کے متعدد مواقع آئے۔ کئی مواقع پہ حکومت نے اخوان کو سختی سے کچلا۔ لیکن حالیہ امن معاہدے اور امن مذاکرات میں مصر کے قائدانہ کردار کے باوجود اور اس امر کے باوجود کہ تمام عرب ممالک میں سے مصر ہی اسرائیل کے ساتھ صلح و آشتی کی راہ پر سب سے آگے ہے، مصر کی بنیاد پرست تنظیموں کی سرگرمیوں میں کوئی کمی یا کمزوری نہیں آئی بلکہ ان میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت مصری حکومت کو جس امر پہ سب سے زیادہ توجہ دینا چاہیے وہ ان بنیاد پرست تنظیموں سے نمٹنا ہے کیونکہ اقتصادی بدحالی اور ایرانی و سوڈانی سرپرستی کی وجہ سے ان تنظیموں کی قوت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی کی وجہ سے مصر میں سیاحت کو بہت نقصان پہنچا ہے۔

☆ الجزائر: شمال مغربی افریقہ کے عرب ممالک کے حلقے میں سب سے کمزور کڑی ہے جو کسی بھی وقت اسلامی بنیاد پرستوں کے ہاتھ میں جا سکتی ہے۔ اس صورت حال کی بنیادی وجہ اقتصادی بدحالی اور مغرب کے خلاف طویل معاندانہ رویہ ہے۔ الجزائر اس حقیقت کی سب سے روشن مثال ہے کہ اگر اسلامی تحریکوں کو سیاسی سرگرمیوں کی اجازت دی گئی تو وہ پارلیمانی انتخابات کے ذریعے قوت حاصل کر سکتی ہیں۔

☆ شام میں اسلامی بنیاد پرستوں اور حکومت میں مخاصمت کا عروج "حماۃ" شہر میں ہونے والی لڑائی تھی۔ "حماۃ" اخوان المسلمون کا مرکز تھا جس حکومت نے اس شہر پر ہلہ بولتے ہوئے ۳۰ ہزار کے قریب افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا جبکہ ۸ ہزار فوجی بھی ہلاک ہوئے۔ اس وقت سے وہاں اسلامی تحریک بہت کمزور ہے۔ یہ کوشش ہے کہ شام میں ایک ایسی دینی جماعت تشکیل دی جائے جو براہِ راست حکومتی سرپرستی میں کام کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

☆ سوڈان: اسلامی نظام کے نفاذ کا عمل ۱۹۸۸ سے شروع ہے - اب وہاں مکمل اسلامی نظام نافذ ہے - شراب نوشی مطلقاً ممنوع ہے - تمام دفاتر و مدارس نماز کے اوقات میں بند ہوتے ہیں اور تمام اسلامی سزائیں نافذ ہیں - سوڈان کے ایران کے ساتھ خصوصی تعلقات ہیں اور ایران سوڈان کو بھرپور مالی' فوجی امداد دیتا ہے - ہزاروں ایرانی فوجی سوڈان کے ساتھ جنوب کی لڑائی میں شریک ہیں - سوڈان بھی ایران کی طرح اپنا اسلامی انقلاب دنیا بھر کو برآمد کرنا چاہتا ہے -

اسرائیلی وزارت دفاع کی تیار کردہ رپورٹ کے یہ چند حصے باقی تمام عالم کے متعلق اس کے نقطہ نظر کی نشان دہی کے لیے کافی ہیں - اردن' لبنان' عراق اور ایران کے متعلق اسرائیلی جذبات ان اشارات سے مختلف نہیں ہیں -

اسرائیل اسلامی تحریک کی بڑھتی ہوئی قوت سے خوفزدہ ہے اور حقائق سے آنکھیں چرا کر اسے اقتصادی بدحالی کا شاخسانہ قرار دے رہا ہے لیکن بجائے اس کے کہ اس اقتصادی بدحالی کا مداوا کروانے کی سعی کرے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری' وہ یہ تقاضا کر رہا ہے کہ اسلامی ممالک کی حکومتیں اسلامی تحریکوں کو کچل ڈالیں - اب یہ فیصلہ خود ہمیں کرنا ہے کہ ہم اپنی قوت سے آشنا ہوتے ہوئے اپنی جدوجہد کو تکمیل کے مراحل تک پہنچانے کی سعی کرتے ہیں یا اپنے حکمرانوں کے اسرائیل نواز اقدامات کا انتظار کرتے ہیں جن کا آغاز اسرائیل کو تسلیم کرنے سے بھی ہو سکتا ہے -

مصر: اخوان پھر ابتلا میں

محمد ایوب منیر

حسن البناؒ شہید کی سرزمین مصر میں' جمال عبدالناصر کے جانشین آج اپنی تاریخ دہرا رہے ہیں اور اخوان المسلمون کا راستہ روکنے کے لیے ہر طرح کے حربے آزما رہے ہیں - غیر ملکی مبصرین کے یہ جائزے بین الاقوامی پریس میں شائع ہو چکے ہیں' کہ اگر نومبر کے انتخابات منصفانہ ہوئے تو اخوان المسلمون حکومت بنانے کی پوزیشن میں آسکتی ہے - اس صورت حال میں انتخابات کے منصفانہ ہونے کا کیا سوال ہے - ڈھونگ رچانے کی تیاریاں جاری ہیں - وہ مغرب جو اسلامی تحریکوں کے بارے میں اس تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ یہ ایک دفعہ اقتدار میں آکر اس سے دستبردار نہیں ہوں گے' اپنے پروردہ سیکولر جمہوریت کا نام لینے والے حکمرانوں کو' عوام کی مرضی کے خلاف ان پر مسلط رکھنے میں پورا کردار ادا کر رہا ہے -

مصر میں حکمرانوں کے ظلم و جبر سے عاجز آئے ہوئے اسلام کے نام لیواؤں نے الجماعت الاسلامیہ قائم کر کے سیاحوں اور پولیس کو اپنا ہدف بنایا - اس کے جواب میں فوج' پولیس اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ریاست کی پوری طاقت نے بڑے پیمانے پر ان کے خلاف کارروائیاں کیں اور ہزاروں بے گناہ شہید کیے گئے اور جس ظلم کا بھی تصور کیا جاسکتا ہے وہ ان پر روا رکھا گیا۔ ۵۰ ہزار سے زائد شہری جیلوں میں ہیں لیکن انسانی حقوق کی کسی تنظیم کے کانوں پر جوں بھی نہ رینگی۔

اخوان المسلمون نے مکمل طور پر قانون کے دائرہ میں رہ کر اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں اور ۸۴، ۸۷ اور ۸۹ کے قومی اور ۹۲ کے بلدیاتی انتخابات میں 'عمل پارٹی' کے نام سے حصہ لیا کیونکہ اخوان پر سیاسی سرگرمی کی پابندی تھی۔ اخوان نے اپنی دعوت کو عام کرنے کے لیے یہ حکمت عملی اختیار کی کہ ڈاکٹروں کی، وکلا کی، اساتذہ کی اور دیگر پیشہ ورانہ تنظیموں میں رسوخ حاصل کیا۔ تعمیری کارکردگی سے مقبولیت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ قدرتی آفات مثلاً قاہرہ کے زلزلہ (۱۹۹۲) کے موقع پر حکومت سے بہت زیادہ رفاہی کام کر کے عوام کے دلوں میں جگہ بنائی۔ حسنی مبارک کی حکومت اور اس کے مغربی سرپرست اخوان کی مقبولیت سے خائف ہیں اور اب نومبر کے انتخابات سے کافی پہلے ہی مختلف اقدامات کے ذریعے اخوان کا راستہ روکنے کی کوشش کی جاری ہے۔

اخوان المسلمون کے ۱۵۰ سے زائد ایسے قائدین کو گرفتار کیا جا چکا ہے جو انتخابات میں اخوان کے نمایندے ہوسکتے ہیں۔ ان میں سے ۴۹ کو ۸ ماہ گرفتار رکھنے کے بعد 'فوجی عدالتوں کے سپرد کر دیا گیا ہے تاکہ حسب منشا ان کو سزائیں دلوا کر انتخابات میں اخوان المسلمون کا راستہ روک دیا جائے۔ ان شخصیات میں ۹ سابق ممبران اسمبلی، ۷ پروفیسر، ۱۱ انجینئر، ۴ بیشتر پیشہ ورانہ تنظیموں کے نمایندے اور ۱۱ نوجوان طالب علم ہیں۔ صدر حسنی مبارک نے، جو مسلح افواج کے سربراہ بھی ہیں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں کارپردازان حکومت کو ہدایت کی ہے کہ 'ان' کا ایک آدمی بھی اسمبلی میں نہ پہنچنے پائے۔

دسمبر ۱۹۹۴ میں اخوان المسلمون کے خلاف تازہ ترین کارروائی کا آغاز ہوا۔ حکمت عملی یہ تھی کہ اخوان المسلمون کے قائدین کو شدید تشدد اور تعذیب کا شکار بنایا جائے تاکہ پوری تنظیم ردعمل کے طور پر تشدد کی کارروائیوں پر اتر آئے اور ریاستی کارروائی کا جواز فراہم ہو۔

احمد محمد ابو حسنین کو گرفتار کیا گیا کیونکہ انھوں نے ایک ایسی کتاب شائع کی تھی جس میں عورتوں کے حوالے سے اخوان کی پالیسی پر ایک باب تھا۔ ڈیڑھ ماہ تک ان کے نازک اعضا پر بجلی لگائی گئی۔ مصطفیٰ سالم پر الزام تھا کہ وہ اپنے سکول میں لڑکیوں پر 'حجاب' کی پابندی لازم قرار دیتے ہیں۔ ان پر تشدد کر کے ان کے اعضا توڑ دیے گئے۔ مصطفیٰ درویش کو ایئرپورٹ سے گرفتار کیا گیا اور کہا گیا کہ تم اخوان کے لیے اسلحہ حاصل کرنے البانیہ جارہے تھے۔ ۱۵ نوجوانوں کو گرفتار کر کے صحرا کے قید خانے میں محصور کر دیا گیا اور بغاوت کے اعتراف نامے پر دستخط کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ ایک اخبار کے ایڈیٹر کو نصف رات کو گھر سے اٹھا لیا گیا اور پندرہ روز تک قید خانے کے اندر بیت الخلا کے اندر محبوس رکھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گیا اور احکام نہ ماننے پر گھر کی خواتین کو بے آبرو کرنے کی دھمکی دی گئی۔

عمل پارٹی کے سربراہ ابراہیم شکری، وفد پارٹی کے سربراہ فواد سراج الدین، اخوان المسلمون کے نمائندے محمد المامون الہضیبی، نصیری پارٹی کے سربراہ ضیاء الدین داؤد، تجمع پارٹی کے سربراہ خالد محی الدین، احرار پارٹی کے سربراہ مصطفیٰ کامل مراد، مصر العربی کے سربراہ جمال ربیع، خضر پارٹی کے سربراہ کمال کبیرہ اور مصری کمیونسٹوں کے نمائندے ابراہیم ابدراوی نے مصری صدر کے نام ایک مشترکہ یادداشت بھیجی اور خصوصی عدالتوں کے قیام کو انصاف و عدل کے منافی قرار دیا اور مطالبہ کیا کہ آیندہ انتخابات کے منصفانہ انعقاد کے لیے گرفتار شدگان کو رہا کیا جائے، اور الزام ہونے کی صورت میں سول عدالتوں میں مقدمات چلائے جائیں۔

حکومت نے پریس پر مزید پابندیاں عائد کی ہیں۔ کسی ایسی خبر کی اشاعت پر جس میں صدر مملکت، حکومتی پارٹی، یا سرکاری پالیسی کے خلاف "بغاوت" پائی جاتی ہو، ۵ سے ۱۰ سال تک کی قید اور ۲۰ ہزار مصری پاؤنڈ تک جرمانہ ہو سکتا ہے۔ صدر مملکت نے صدارتی حکم نامہ کے ذریعے اس قانون کی توثیق کر دی ہے۔

مغربی ممالک میں اخوان المسلمون کے ترجمان کمال هلباوی نے ایمپیکٹ انٹرنیشنل کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا: اخوان المسلمون مصر یقین رکھتی ہے کہ عام انتخابات کے ذریعے حکومت میں تبدیلی لائی جائے۔ حکومت کے کسی ادارے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ سیاسی پارٹی کے قیام پر پابندی لگائے۔ سیاسی اجتماع کرنے اور لوگوں کو اس میں شرکت پر تیار کرنے کے لیے کوئی پابندی لگانا بلاجواز ہے۔ فوج کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنا خلاف ضابطہ ہے۔

ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ عدالتوں کو بالکل آزاد رکھا جائے۔ خصوصی عدالتیں فی الفور ختم کی جائیں۔ انتظامیہ کو عدلیہ سے الگ کیا جائے۔ سول ججوں کے علاوہ سزا دینے کا اختیار کسی کو نہ ہو۔ پولیس صرف وزرا کی حفاظت نہ کرے بلکہ عام مصری عوام کی حفاظت کے لیے کمربستہ ہو۔ عوام کو یہ حق حاصل ہے کہ اجتماع، جلوس، اخبار اور ٹی وی کے ذریعے اپنی رائے دوسروں تک پہنچائیں۔

ملت اسلامیہ کی بد نصیبی یہ ہے کہ جمہوریت کے نام نہاد علمبردار ہی اس کو بنیادی جمہوری حقوق سے محروم رکھے ہوئے ہیں۔ الجیریا کی مثال تو روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اسی نومبر میں الجیریا میں بھی "انتخابات" ہو رہے ہیں جن کا تمام پارٹیوں نے بائیکاٹ کیا ہے۔ اب ترکی میں بھی اس کی تیاریاں ہیں کہ جائز ناجائز ہر ذریعہ سے رفاہ پارٹی کا راستہ روکا جائے۔ بنگلہ دیش میں بھی جلد انتخابات متوقع ہیں۔ اہم اسلامی ممالک میں تحریک اسلامی کو یہی چیلنج درپیش ہے کہ عوام کی حمایت حاصل کرنے کے بعد، پرامن اور جمہوری ذرائع سے حکومت و اقتدار میں اس کا اظہار کس طرح ہو۔ جو بات مغربی ممالک

© rasailojaraid.com